بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد
Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat
دفتر صدر مجلس انصاراللہ بھارت
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)
Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت صحابی حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کے اوصافِ حمیدہ کا اِیمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 13 / مارچ 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج جن بدری صحابی کا ذکر ہوگا ان کا نام ہے حضرت طلحہ بن عبید اللہ۔ ساتویں پشت میں حضرت طلحہ کا نسب نامہ مرۃ بن کعب پر جا کر آنحضرت ﷺ سے مل جاتا ہے اور چوتھی پشت پر حضرت ابوبکر کے ساتھ۔ ان کے والد عبید اللہ نے اسلام کا زمانہ نہیں پایا لیکن والدہ نے لمبی زندگی پائی اور آنحضرت ﷺ پر ایمان لا کر صحابیہ ہونے کا شرف پایا۔ ہجرت سے قبل یہ اسلام لے آئی تھیں۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ غزوہ بدر میں شامل نہیں ہوئے مگر رسول اللہ ﷺ نے انہیں مال غنیمت میں سے حصہ دیا تھا۔

حضرت طلحہ غزوہ احد اور دیگر غزوات میں شریک ہوئے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر بھی موجود تھے۔ یہ ان دس اشخاص میں سے ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی میں ہی جنت کی بشارت دے دی تھی۔ ان آٹھ لوگوں میں سے تھے جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور ان پانچ لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حضرت ابوبکر کے ذریعہ اسلام قبول کیا تھا۔ یہ حضرت عمر کی قائم کردہ شوریٰ کمیٹی کے چھ ممبران میں سے ایک تھے۔ یہ وہ احباب تھے جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے وقت راضی تھے۔

یزید بن رومان روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عثمان اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ دونوں حضرت زبیر بن عوام کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان دونوں کے سامنے اسلام کا پیغام پیش کیا اور ان دونوں کو قرآن پڑھ کر سنایا اور انہیں اسلام کے حقوق کے بارے میں آگاہ کیا اور ان دونوں سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے شرف کا وعدہ کیا۔ اس پر آپ دونوں یعنی حضرت عثمان اور حضرت طلحہ ایمان لے آئے اور آپ ﷺ کی تصدیق کی۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں بصری کے بازار میں موجود تھا کہ ایک راہب اپنے صومعہ یعنی یہودیوں کی عبادت گاہ میں یہ کہہ رہا تھا کہ قافلے والوں سے پوچھو کہ ان میں کوئی شخص اہل حرم میں سے بھی ہے میں نے کہا ہاں میں ہوں۔ اس نے پوچھا کیا احمد ظاہر ہو گیا ہے؟ تو حضرت طلحہ نے کہا کہ کون احمد؟ اس نے کہا عبد اللہ بن عبد المطلب کا بیٹا۔ یہی وہ مہینہ ہے جس میں وہ ظاہر ہوگا اور وہ آخری نبی ہوگا ان کے ظاہر ہونے کی جگہ حرم ہے اور ان کی ہجرت گاہ کھجور کے باغ اور پتھریلی اور شور اور کلر والی زمین کی طرف ہوگی۔ تم انہیں چھوڑ نہ دینا۔ حضرت طلحہ کہتے ہیں کہ اس نے جو کچھ کہا وہ میرے دل میں بیٹھ گیا میں تیزی کے ساتھ روانہ ہوا اور مکہ آ گیا۔ دریافت کیا کہ کوئی نئی بات ہوئی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ہاں محمد بن عبد اللہ امین نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور ابن ابی قحافہ نے ان کی پیروی کی ہے۔ کہتے ہیں میں حضرت ابوبکر کے پاس آیا اور ان کو راہب کی گفتگو بیان کی دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ حضرت طلحہ نے اسلام قبول کیا اور جو کچھ راہب نے کہا تھا اس کی رسول اللہ ﷺ کو خبر دی۔ رسول اللہ ﷺ اس سے خوش ہوئے۔

جب حضرت طلحہ اسلام لائے تو نوفل بن خویلد بن ادویہ نے انہیں اور حضرت ابوبکر کو ایک رسی سے باندھ دیا۔ اس لئے انہیں اور حضرت ابوبکر کو قرینین یعنی دو ساتھی بھی کہتے تھے۔ نوفل قریش میں اپنی سختی کی وجہ سے مشہور تھا۔ ان کو باندھنے والوں میں ان کا بھائی یعنی حضرت طلحہ کا بھائی

عثمان بن عبید اللہ بھی تھا۔ باندھا اس لئے تھا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکیں اور اسلام سے باز آ جائیں۔ امام بیہقی نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے اللہ ادویہ کے شر سے انہیں بچا۔

عبداللہ بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف ہجرت کرتے ہوئے خرار مقام سے روانہ ہوئے یہ مدینہ کی وادیوں میں سے ایک وادی ہے۔ بہر حال جب یہ خرار مقام سے روانہ ہوئے تو صبح کے وقت حضرت طلحہ بن عبید اللہ ملے جو شام سے قافلے کے ہمراہ آئے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کو شامی کپڑے پہنائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ اہل مدینہ بہت دیر سے منتظر ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چلنے میں تیزی اختیار فرمائی اور حضرت طلحہ مکہ چلے گئے جب وہ اپنے کام سے فارغ ہوئے تو حضرت ابوبکر کے گھر والوں کو اپنے ہمراہ لے کر مدینہ پہنچ گئے۔

حضرت طلحہ کی بعض مالی قربانیوں کی بناء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فیاض قرار دیا تھا۔ پس ان کو طلحہ فیاض کے نام سے پکارا جانے لگا۔ موسیٰ بن طلحہ اپنے والد طلحہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن حضرت طلحہ کا نام طلحۃ الخیر رکھا۔ غزوہ تبوک اور غزوہ ذی قرد کے موقع پر طلحۃ الفیاض رکھا اور غزوہ حنین کے روز طلحہ الجود رکھا اس کا مطلب بھی فیاضی اور سخاوت ہے۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں سفر و حضر میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ کے ہمراہ رہا مگر مجھے عام طور پر روپے اور کپڑے اور کھانے پر طلحہ سے زیادہ سخی کوئی نہیں نظر آیا۔

حضرت طلحہ احد کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ثابت قدم رہے اور آپ سے موت پر بیعت کی۔ مالک بن ظہیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیر مارا تو حضرت طلحہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو اپنے ہاتھ سے بچایا۔ تیر ان کی چھوٹی انگلی میں لگا جس سے وہ بیکار ہو گئی۔ جنگ احد کے روز حضرت طلحہ کے سر میں ایک مشرک نے دو دفعہ چوٹ پہنچائی۔ جس کی وجہ سے کافی خون بہہ گیا۔

اس واقعہ کی تفصیل سیرۃ الحلبیہ میں اس طرح ہے کہ قیس بن ابو حازمہ کہتے ہیں کہ میں نے احد کے دن حضرت طلحہ بن عبید اللہ کے ہاتھ کا حال دیکھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیروں سے بچاتے ہوئے شل ہو گیا تھا۔ ایک قول ہے کہ اس میں نیزہ لگا تھا اور اس سے اتنا خون بہا کہ کمزوری سے بیہوش ہو گئے۔ حضرت ابوبکر نے ان پر پانی کے چھینٹے ڈالے یہاں تک کہ ان کو ہوش آیا۔ ہوش آنے پر انہوں نے فوراً پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے۔ حضرت ابوبکر نے ان سے کہا وہ خیریت سے ہیں اور انہوں نے ہی مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے۔ حضرت طلحہ نے کہا الحمد للہ کل مصیبۃ بعدہ جرا۔ کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں ہر مصیبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چھوٹی ہے۔

حضرت زبیر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد کے دن دو زرہیں پہنے ہوئے تھے آپ نے چٹان پر چڑھنا چاہا مگر زرہوں کے وزن کی وجہ سے اور سر اور چہرے پر چوٹ سے خون بہنے کی وجہ سے چڑھ نہ سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہ کو نیچے بٹھایا اور ان کے اوپر پیر رکھ کر چٹان پر چڑھے۔ حضرت زبیر کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ طلحہ نے اپنے اوپر جنت واجب کر لی۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت طلحہ کی ایک ٹانگ میں لنگڑاہٹ تھی جس کی وجہ سے وہ صحیح چال کے ساتھ چل نہیں سکتے تھے۔ احد کے روز جب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھایا تو وہ بہت کوشش کر کے اپنی چال اور اپنے قدم ٹھیک رکھ رہے تھے تا کہ لنگڑاہٹ کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ ہو۔ اس کے بعد ہمیشہ کے لئے ان کی لنگڑاہٹ دور ہو گئی۔

عائشہ اور ام اسحاق جو حضرت طلحہ کی بیٹیاں تھیں ان دونوں نے بیان کیا کہ احد کے دن ہمارے والد کو چوبیس زخم لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے سامنے کے دو دانت ٹوٹ گئے تھے آپ کا چہرہ بھی زخمی تھا۔ آپ پر بھی غشی کا غلبہ تھا۔ حضرت طلحہ آپ کو اٹھا کر اپنی پیٹھ پر اس طرح الٹے قدموں پیچھے ہٹے کہ جب کبھی مشرکین میں سے کوئی ملتا تو وہ اس سے لڑتے یہاں تک کہ آپ کو گھاٹی میں لے گئے اور سہارے سے بٹھا دیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس واقعہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں چند صحابہ دوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہو گئے۔ کفار نے شدت کے ساتھ اس مقام پر حملہ کیا جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے تھے کھڑے تھے۔ یکے بعد دیگرے صحابہ آپ کی حفاظت کرتے ہوئے مارے جانے لگے۔ علاوہ شمشیر زنوں کے تیر انداز اونچے ٹیلوں پر کھڑے ہو کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بے تحاشا تیر مارتے تھے۔ اس وقت حضرت طلحہ نے یہ دیکھتے ہوئے کہ دشمن سب کے سب تیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ کی طرف پھینک رہا ہے اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ کے آگے کھڑا کر دیا۔ تیر کے بعد تیر جو نشانے پر گرتا تھا وہ طلحہ کے ہاتھ پر گرتا تھا مگر جانباز اور وفادار صحابی اپنے ہاتھ کو کوئی حرکت نہیں دیتا تھا۔ اس طرح تیر پڑتے گئے اور طلحہ کا ہاتھ زخموں کی شدت کی وجہ سے بالکل بے کار ہو گیا اور صرف ایک ہی ہاتھ ان کا باقی رہ گیا۔ سالہا سال بعد اسلام کی چوتھی خلافت کے زمانہ میں جب مسلمانوں میں خانہ جنگی واقع ہوئی تو کسی دشمن نے طعنے کے طور پر طلحہ کو کہا ٹُنڈا۔ اس پر ایک دوسرے صحابی نے کہا ہاں ٹُنڈا ہی ہے مگر کیسا مبارک ٹُنڈا ہے۔ تمہیں معلوم ہے طلحہ کا یہ ہاتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ کی حفاظت میں ٹُنڈا ہوا تھا۔ احد کی جنگ کے بعد کسی شخص نے طلحہ سے پوچھا کہ جب تیر آپ کے ہاتھ پر گرتے تھے تو کیا آپ کو درد نہیں ہوتی تھی اور کیا آپ کے منہ سے اُف نہیں نکلتی تھی۔ طلحہ نے جواب دیا درد بھی ہوتی تھی اور اُف بھی نکلنا چاہتی تھی لیکن میں اُف کرتا نہیں تھا تا ایسا نہ ہو کہ اُف کرتے وقت میرا ہاتھ ہل جائے اور تیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ پر آ گرے۔

غزوہ حمراء الاسد کے موقع پر تعاقب میں روانہ ہوتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت طلحہ بن عبید اللہ ملے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا طلحہ تمہارے ہتھیار کہاں ہیں؟ حضرت طلحہ نے عرض کیا کہ قریب ہی ہیں یہ کہہ کر وہ جلدی سے گئے اور اپنے ہتھیار اٹھا لائے حالانکہ اس وقت طلحہ کے صرف سینے پر ہی نو زخم تھے۔

غزوہ تبوک کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ بعض منافقین سویلم یہودی کے گھر جمع ہو رہے ہیں اور وہ لوگوں کو غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جانے سے روک رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہ کو بعض اصحاب کی معیت میں اس کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ سویلم کے گھر کو آگ لگا دی جائے۔ حضرت طلحہ نے ایسا ہی کیا ضحاک بن خلیفہ گھر کے عقب سے بھاگنے لگا اس دوران اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی اور اس کے باقی اصحاب فرار ہو گئے۔ حضرت علی بیان کرتے ہیں کہ میرے دونوں کانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ طلحہ اور زبیر جنت میں میرے دو ہمسائے ہوں گے۔

حضرت سعید بن زید بیان کرتے ہیں کہ میں نو لوگوں کے بارے میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ وہ جنتی ہیں۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حرا پہاڑ پر تھے تو وہ ہلنے لگا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ٹھہر اے حرا یقیناً تجھ پر ایک نبی یا صدیق یا شہید کے علاوہ کوئی اور نہیں۔ عرض کیا گیا کہ وہ کون لوگ ہیں۔ تو حضرت سعید نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد اور عبد الرحمن بن عوف ہیں۔ پوچھا گیا دسویں کون ہیں؟ تو انہوں نے تھوڑی دیر توقف کیا پھر کہا کہ وہ میں ہوں۔

حضرت سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی حضرت طلحہ حضرت زبیر حضرت سعد حضرت عبد الرحمن اور حضرت سعید بن زید کا مقام ایسا تھا کہ میدان جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے لڑتے تھے اور نماز میں آپ کے پیچھے کھڑے ہوتے تھے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی شہید کو چلتا ہوا دیکھنے کی خواہش رکھتا ہو وہ

طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھ لے۔ حضرت موسیٰ بن طلحہ اور حضرت عیسیٰ بن طلحہ اپنے والد حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے آنحضور ﷺ سے عرض کیا کہ **من قضیٰ نحبہ** کا مصداق کون ہے اس نے تین بار یہ سوال کیا۔ اس کے بعد آپ نے حضرت طلحہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ **من قضیٰ نحبہ** کا مصداق ہے۔

عبدالرحمن بن عثمان کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کے ساتھ تھے ہم لوگوں نے احرام باندھ رکھا تھا کوئی شخص ہمارے پاس ایک پرندہ بطور ہدیہ کے لایا۔ حضرت طلحہؓ نے اسے کھالیا اور فرمایا کہ ہم نے بھی حالت احرام میں دوسرے کا شکار نبی ﷺ کی موجودگی میں کھالیا تھا۔

حضرت عمر کے آزاد کردہ غلام اسلم سے روایت ہے کہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ کے جسم پر حضرت عمر نے دو کپڑے دیکھے جو سرخ مٹی میں رنگے ہوئے تھے حالانکہ وہ احرام میں تھے۔ حضرت عمر نے ان سے کہا اے صحابہ کی جماعت تم امام ہو۔ لوگ تمہاری اقتداء کریں گے۔ اگر کوئی جاہل تمہارے جسم پر یہ دونوں کپڑے دیکھے گا تو کہے گا کہ طلحہ رنگین کپڑے پہنتے ہیں حالانکہ وہ حالت احرام میں ہیں۔ فرمایا احرام باندھنے والے کے لئے سب سے اچھا لباس سفید ہے اس لئے لوگوں کو شبہ میں نہ ڈالو۔

حضرت طلحہ کی شہادت جنگ جمل میں ہوئی تھی۔ قیس بن ابو حازم سے مروی ہے کہ مروان بن حکم نے جنگ جمل کے دن حضرت طلحہ کے گھٹنے میں تیر مارا تو رگ میں سے خون بہنے لگا۔ جب اسے ہاتھ سے پکڑتے تھے تو خون رک جاتا اور جب چھوڑ دیتے تو بہنے لگتا۔ حضرت طلحہ نے کہا اللہ کی قسم اب تک ہمارے پاس ان لوگوں کے تیر نہیں آئے۔ پھر کہا کہ زخم کو چھوڑ دو کیونکہ یہ تیر اللہ نے بھیجا ہے۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ جنگ جمل کے دن 10 جمادی الثانی 36 ہجری میں شہید کئے گئے تھے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 64 سال تھی۔ ایک روایت کے مطابق 62 سال تھی۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ کو عراق کی زمینوں میں چار اور پانچ لاکھ دینار مالیت کا غلہ ہوتا تھا اور علاقہ سرا سے کم از کم دس ہزار دینار کی مالیت کا غلہ ہوتا تھا۔ بنو تیم کا کوئی مفلس ایسا نہ تھا کہ انہوں نے اس کی اور اس کے عیال کی حاجت روائی نہ کی ہو۔ ان کی بیواؤں کا نکاح نہ کرایا ہو۔ ان کے تنگ دستوں کو خادم نہ دیا ہو اور ان کے مقروضوں کا قرض نہ ادا کیا ہو۔ نیز ہر سال جب انہیں غلہ سے آمدنی آتی تو حضرت عائشہ کو دس ہزار درہم بھیجتے۔ حضرت معاویہ نے موسیٰ بن طلحہ سے پوچھا کہ ابو محمد یعنی حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے کتنا مال چھوڑا۔ انہوں نے کہا کہ بائیس لاکھ درہم اور دو لاکھ دینار۔ ان کی شہادت جنگ جمل میں ہوئی اس کی تفصیل انشاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔

اب جیسا کہ میں نے گذشتہ خطبہ میں ذکر کیا تھا کہ جو وباء آجکل پھیلی ہوئی ہے، وائرس کی کرونا کی اس کے لئے احتیاطی تدابیر کرتے رہیں اور مسجدوں میں بھی جب آئیں تو احتیاط کر کے آئیں بخار وغیرہ ہلکا سا ہو تو ایسی جگہوں پہ نہ جائیں جہاں پبلک جگہیں ہیں اور خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں اور دعاؤں کی طرف بہت توجہ دیں اللہ تعالیٰ دنیا کو آفات سے بچائے

......☆......☆......☆......

Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar (aba) 6th - March - 2020

BOOK POST (PRINTED MATTER)

To ....
....
....
....

From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB